مسیحی تاریخ

دور دراز واقع افغانستان مقامی مسیحی آبادی اور خدا کے کلام کی گواہی سے خالی نہیں رہا۔ اگرچہ بہت ہی کم تفصیلات میسر ہیں، تاہم جب پانچویں صدی میں وسطی ایشیا کے اس حصے میں ''نسطوری مسیحیت'' کی توسیع واشاعت ہوئی تو افغانستان میں چرچ بنائے گئے اور ملک کے شمال مغربی علاقے ہرات میں بشپ مقرر کیا گیا تھا۔ ہرات کا ایک نواحی گاؤں تاحال ''انجیل'' کے نام سے موسوم ہے۔ مشرقی چرچ کے ان منادوں اور مبشرین کو اپنی تربیت کے دوران میں ''عہد نامہ جدید'' اور ''زبور'' زبانی یاد کرنا ہوتے تھے جس سے اشاعت انجیل کا اتنا شدید جذبہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ ایشیا کے اس پار تک چلے جاتے تھے۔

لیکن سریانی بائبل کی زبان مردہ ہو گئی، اور بائبل لوگوں کی زبان میں منتقل نہ ہو سکی۔ چرچ محض رسمی بن گئے، ان کا روحانی جوش وجذبہ مر گیا اور بڑھتے ہوئے اسلام کے نتیجے میں چرچ نسیاً منسیا ہو گئے، تاہم آج بھی افغان قالینوں پر نسطوری صلیبیں بنائی جارہی ہیں جو اس خطے میں مسیحیت کی موجودگی کی خاموش گواہ ہیں۔ اگرچہ قالین باف صلیبوں کی اہمیت سے واقف نہیں، وہ تو محض ڈیزائن کی نقل تیار کرتے ہیں جو انہیں دستکار باپ دادا سے ملے ہیں۔

انیسویں صدی میں دارالحکومت کابل میں ایک چھوٹا سا چرچ دوبارہ بنا جو ترک وطن کر کے آنے والی ارمنی برادری کی مذہبی ضروریات پوری کرتا تھا، مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ برطانوی سپاہیوں نے ۱۸۹۶ء میں اس گروہ کو ختم کر دیا، اور کچھ عرصے بعد ارمنی مسیحی ترکِ وطن کر گئے۔ پھر کچھ عرصے کے لیے افغانستان میں سرے سے کوئی مسیحی نہیں تھے۔

افغانستان کی سرحدوں پر مسیحی مشن ایک صدی سے زیاد عرصے سے کام کر رہے ہیں اور اس ملک کے لیے بہت دعائیں کی گئی ہیں۔ ملک کی ترقی کے لیے حکومت نے بہت سے نوجوانوں کو بیرون ملک تعلیم کی اجازت دی ہے جن میں سے بعض بائبل سے متعارف ہوئے ہیں۔ مسیحی موجودگی نمک اور روشنی کی مانند کام کر رہی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے موقع ملنے کے انتظار میں ہے۔ افغانستان کے لیئے خدا نے کیا وقت مقرر کر رکھا ہے، خدا کرے یہ جلد منکشف ہو۔

پاکستان: ''مذہبی اقلیتیں اور امتیازی قوانین'' - ایک ورکشاپ

---

۳۱ جولائی ۱۹۹۸ء کو مسیحی تنظیم ''جسٹس اینڈ پیس کمیشن'' نے لاہور میں ایک ورکشاپ کا

اہتمام کیا، پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" (لاہور) نے جناب آفتاب الیگزینڈر مغل کی مرتبہ رپورٹ شائع کی ہے۔ مدیر]

---شرکاء نے کہا کہ یوں تو بہت سے قوانین اقلیتوں کی حیثیت کو کمتر بناتے اور اُن کی مشکلات میں اضافہ کرتے ہیں، لیکن جداگانہ انتخابات اور گستاخی قرآن کے قوانین (دفعہ ۲۹۵ بی اور سی تعزیرات پاکستان) اقلیتوں کی صورت حال کو مزید پیچیدہ اور گھمبیر بناتے ہیں۔ یہ قوانین غیر انسانی اور متعصّبانہ ہیں، لہذا جداگانہ طرز انتخاب اور گستاخی رسول و قرآن کے قوانین کا مکمل خاتمہ ہی ہمارا مطالبہ ہے۔

شرکاء نے کہا کہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ پاکستانی اقلیتوں نے بھی پاکستان کی تعمیر و ترقی میں بھرپور حصہ لیا، لیکن ریاست اور معاشرہ کی طرف سے اُنہیں کبھی برابر کا شہری نہیں سمجھا گیا، حتیٰ کہ پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دے کر اقلیتوں کو شہریوں کی تعریف ہی سے خارج کر دیا گیا ہے، لہذا ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان کو اسلامی جمہوریہ کی بجائے جمہوریہ پاکستان بنایا جائے۔ اس ریاست میں رہنے والے تمام شہریوں کی حیثیت کو برابر تسلیم کیا جائے اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں وقتاً فوقتاً کی جانے والی تمام ترامیم بشمول آٹھویں ترمیم کو ختم کیا جائے۔

شرکاء نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ پاکستان سے مذہبی انتہا پسندی ختم کرنے کے لیے پاکستان کو سیکولر ریاست بنائے۔ شرکاء نے مزید کہا کہ امتیازی قوانین کے بارے میں آگاہی دینے کا عمل نچلی سطح تک لے جایا جائے۔ اقلیتی صورت حال اور امتیازی قوانین کے بارے میں آگاہی کے لیے منعقد کی جانے والی میٹنگوں، ورکشاپوں اور سیمیناروں میں مسلمانوں کو بھی دعوت دی جائے اور عوامی سطح پر مسیحی۔ مسلم مکالمہ کا اہتمام کیا جائے۔

شرکاء نے فیصلہ کیا کہ وہ امتیازی قوانین (جداگانہ انتخابات اور گستاخی قرآن و رسول کے قوانین) کے خلاف پہلے عمل کے طور پر اخبارات کے مدیران کو خطوط لکھیں گے۔

ورکشاپ میں پاکستان بھر سے آئے ہوئے ۱۳ مختلف تنظیموں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ ورکشاپ کی صدارت فادر بونی مینڈس نے کی، جبکہ گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) سسل چوہدری نے جداگانہ انتخابات اور جناب نعیم شاکر ایڈووکیٹ نے گستاخی رسول کے قانون پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ("کاتھولک نقیب"، لاہور-۱۶ تا ۳۱ اگست ۱۹۹۸ء)